

من عاجزم  
از قلم منت شاہ  
آخری قسط

ناول بینک ویب پر شائع ہونے والے تمام ناولز کے جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہے۔ خلاف ورزی کرنے والے کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جا سکتی ہے۔ اگر آپ اپنی تحریر ناول بینک پر شائع کروانا چاہتے ہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں سینڈ کر دیں۔ آپ کی تحریر ناول بینک ویب پر شائع کر دی جائے گی۔

E-mail : [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com)

WhatsApp : 92 306 1756508

ناول بینک انتظامیہ





وہ بینز اور ازہان کو اپارٹمنٹ میں چھوڑ کر تیزی سے باہر آیا تھا اور اپنی گاڑی میں بیٹھ کر اس نے گاڑی اپنے اپارٹمنٹ کی طرف دوڑا دی تھی۔۔۔۔ تقریباً دس منٹ میں وہ اپنے اپارٹمنٹ میں تھا۔۔۔۔ جاتے ہی اس نے اپنی الماری کے سب سے نیچے والا کیبن کھولا تھا۔۔۔۔

جہاں کالے رنگ کی فائل اور اس فائل کے نیچے لیپ ٹاپ پڑا تھا۔۔۔۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ان دونوں چیزوں کو باہر نکالا تھا اور کانوں میں اس کے سبجان کے الفاظ گونجنے لگے۔۔۔۔۔ اور ذہن کے پردے میں تین دن پہلے ہونے والی سبجان سے ملاقات جگمگائی تھی۔۔۔۔ جب اسے سبجان کا میسج آیا تھا کہ وہ اس کے گھر اس سے ملنے آنا چاہتا ہے۔۔۔۔۔

رات کے تین بجے کے قریب اس کا میسج پڑھ کر ڈیلٹن نے بے یقینی سے موبائل کو دیکھا تھا۔۔۔۔

خیریت اس ٹائم سب ٹھیک تو ہے ناں۔۔۔۔ ڈیلٹن نے اس کے میسج کا ریپلائی کیا تھا۔۔۔۔

میں تمہارے اپارٹمنٹ پہنچ رہا ہوں دس منٹ تک پھر آہ کر بتاتا ہوں ساری بات۔۔۔۔۔ سجان کا اسے پھر سے میسج موصول ہوا تھا اور ڈیلٹن نے اوکے کا میسج کر کے موبائل سائیڈ پر رکھا تھا۔۔۔۔۔ پھر ٹھیک دس منٹ بعد اپارٹمنٹ کی بیل ہوئی تھی۔۔۔۔ ڈیلٹن نے دروازہ کھولا تھا اور سجان کو لیے لیونگ روم میں آیا تھا۔۔۔۔

معذرت چاہتا ہوں تمہیں اس وقت پریشان کیا۔۔۔۔۔ سجان نے کہتے ہی اپنی شرٹ کے بٹن کھول کر اندر سے فائل اور لیپ ٹاپ نکال کر ٹیبل پر رکھا تھا۔۔۔۔۔

اُس اوکے برو آئی ول آل ویز دئیر فور یو۔۔۔۔۔ پریشان لگ رہے ہو سب ٹھیک ہے ناں۔۔۔۔۔

اس نے ہنستے ہوئے کہا تھا اور پھر اس سے اس کی پریشانی کی وجہ پوچھتے ہوئے کچن کی طرف بڑھا تھا جہاں کافی تقریباً بن چکی تھی جو وہ سجان کے آنے سے پہلے ہی بنانے کے کیے رکھ چکا تھا۔۔۔ کافی کو کپس میں ڈال کر وہ باہر آیا تھا اور اپنا اور سجان کا کپ ٹیبل پر رکھا تھا اور پھر اس کے سامنے بیٹھا تھا۔۔۔

ایکچولی ڈیلٹن آئی نیڈ یور ہیلپ تمہارے علاوہ میں کسی پر بھروسہ نہیں کر سکتا اس فائل میں میری تین سال کی محنت موجود ہے اور اس لیپ ٹاپ میں سارے ثبوت۔۔۔۔ میں اپنے ملک کے جس سیاستدان کو ایکسپوز کرنے جا رہا ہوں وہ کوئی اور نہیں بلکہ نشرح کے بڑے پایا ہیں اور وہ اس ٹائم اس فائل اور ان ثبوتوں کی تلاش میں میرے پیچھے مارے مارے پھر رہے ہیں۔۔۔۔

اور میں نہیں چاہتا کہ مجھے ہرا کر وہ اس ظلم اور بربریت کو مزید زندہ رکھیں۔۔۔۔

کہتے وہ سانس لینے کے کیے رکھا تھا۔۔۔۔ اور پھر ڈیلٹن کے چہرے کو غور سے دیکھا تھا۔۔۔۔

میں جانتا ہوں سچ کا سفر بے حد مشکل ہے اور اس راستے میں میری جان بھی جا سکتی ہے مگر میں اپنے ملک کو ان سفاک عناصر سے بچانے کے لیے ہر توڑ کوشش کروں گا اور اس کے لیے نا تو میری قلم رکے گی اور نا ہی میری ہمت۔۔۔۔۔

اس نے ٹھوس لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

آپ جانتے ہیں یہ کس قدر مشکل کام ہے آپ کی جان جا سکتی ہے نشر سے آپ کا ریلیشن پوری طرح سڑونگ نہیں ہوا وہ اس رشتے کو نبھانا نہیں چاہتی آپ کس سفر پر نکل آئے ہیں۔۔۔۔۔

میری مانیں تو اس سب کو فی الحال روک۔۔۔۔۔

ڈیلن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

نہیں ڈیلن میں یہ سب روک نہیں سکتا رہی بات نشر کی تو اگر وہ سچ کا ساتھ نہیں دے سکتی تو وہ میرا ساتھ کیا دے گی اس سب کو میں مزید لٹکا نہیں سکتا

سجّان نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔۔

تھینکیو دیلن سجان نے تشکر آمیز نظروں سے اسے دیکھتے کہا تھا۔۔۔

پلین کیا ہے۔۔۔۔۔ ڈیلن نے پوچھا تھا۔۔۔۔۔

E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp **03061756508**



طرح کی سیم ڈپلیکیٹ فائل اور لیپ ٹاپ دشمن کا دھیان اپنی طرف کرنے کے لیے میں ساتھ ساتھ لے کر پھروں گا۔۔۔۔

اور اگر ان تین دنوں میں مجھے کچھ ہوتا ہے یا میں کڈنیپ ہو جاتا ہوں یا پھر میری جان چلی جاتی ہے تو اس صورت میں تم اس فائل کے لاسٹ میں موجود یہ نمبر۔۔۔۔

سبحان نے فائل کھول کر اس پر لکھے نمبر پر انگلی رکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

یہ نمبر پاکستان میں موجود نیوز چینل جس سے میں منسلک ہوا اس کے سی او سمیع اللہ خان کا ہے۔۔۔ تم ان کو کال کرو گے اور اس لیپ ٹاپ کی ساری فائلز انہیں سینڈ کرو گے۔۔۔ ای میل ایڈریس ادھر لکھا ہے اور انہیں کہو گے کہ وہ ان سب کو آن ائیر کر دیں۔۔۔۔

کہتے ہی سبحان نے لیپ ٹاپ کھول کر اس پر موجود چند مخصوص فائل کھول کر اسے دکھائیں تھی۔۔۔۔

اس نے ڈیلٹن کی طرف لیپ ٹاپ کرتے ایک مخصوص ڈیوائس کو لیپ ٹاپ پر کنکٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

ہاں یہ میری الماری میں موجود شرٹس ہیں۔۔۔۔ میری ایک مخصوص شرٹ ہے جس پر بٹنر کی بجائے بٹنر کی شکل کے کیمراز نصب ہیں۔۔۔۔ یہ ہم صحافی کچھ

مخصوص مشنر کے لیے سہولت کے طور پر پہنتے ہیں جس دن پریس کانفرنس ہے اس دن اگر مجھے تھوڑا سا بھی شک ہوا تو میں یہ شرٹ پہن لوں گا۔۔۔ تاکہ تم آسانی سے مجھ سے کنکٹڈ ہو سکو۔۔۔ یہی نہیں اس شرٹ کے کف لنکس میں

ایک مخصوص ٹریننگ ڈیوائز بھی ہے جس سے تم میری لوکیشن بھی جان لو گے۔۔۔

اور وہ لوکیشن تمہیں آسانی سے شو ہو جائے گی جیسے یہاں ہو رہی ہے ابھی میرے اپارٹمنٹ کی لوکیشن۔۔۔ سجان نے اسکرین کی دائیں جانب انگلی سے اشارہ کرتے ڈیلٹن کو دکھایا تھا جہاں لوکیشن شو ہو رہی تھی۔۔۔

اور ہاں ایک اور بات میری کڈنیپنگ کی رپورٹ تم پولیس اسٹیشن لازمی کرواؤ گے اور میری لوکیشن کا بھی پولیس کو بتاؤ گے۔۔۔۔۔ اس نے لیپ ٹاپ بند کرتے کہا تھا۔۔۔۔

کیا تم زندہ بچ پاؤ گے اس سب کے بعد وہ لوگ کتنے خطرناک ہیں اس کا اندازہ مجھے تمہاری تیاری سے ہو رہا ہے۔۔۔ ڈیلٹن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ میں نہیں جانتا مگر میں اتنا جانتا ہوں کہ میری مٹی کا مجھ پر قرض ہے جو مجھے ہر حال میں ادا کرنا ہے۔۔۔۔

اس نے پر عزم لے میں کہا تھا۔۔۔۔

اور نشرح اس کا کیا تمہاری بہنوں کا کیا علیہا کا کیا۔۔۔

ڈیلٹن نے اس کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔

نشرح میرے ساتھ ریلیشن کو آگے بڑھانا نہیں چاہتی علیہا اور زارا اہل کے لیے

اذہان ہے وہ کافی بدل گیا ہے مجھے نہیں لگتا کہ میرے بعد وہ انہیں اکیلا

چھوڑے گا ویسے بھی ماہر اور تم بھی تو ہو۔۔۔۔

یار یہ جنگ میرے ملک کو اندھیروں سے روشنی کی طرف لانے کی ہے جب تک

حیات ملک جیسے کالے سایے میرے ملک پر لہراتے رہیں گے تب تک میرا ملک

روشنیوں کے سفر پر گامزن نہیں ہو سکتا مجھے اپنے ملک کو ہر حال میں بچانا ہے

اپنی جان دے کر ہی کیوں نا۔۔۔۔

اس نے پھکی ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔۔

تو پھر تمہیں اپنی جان بھی نہیں ہارنی اور یہ بازی بھی نہیں ہارنی ڈیلٹن نے اس کے اگے ہاتھ بڑھاتے کہا تھا۔۔۔

انشاللہ میں آخری سانس تک اس جنگ کے لیے لڑوں گا۔۔۔ اس نے ڈیلٹن کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے کہا تھا۔۔۔

فون پر ہونے والی بیل نے ڈیلٹن کو اپنی طرف متوجہ کیا تھا وہ یکدم ہوش میں آیا تھا۔۔۔

کہاں ہو تم میں ہو سپٹل ہوں ازبان سے رابطہ ہوا تمہارا بینز نے پوچھا تھا۔۔۔ ہاں میں بس ان سے ہی رابطہ کرنے لگا ہوں ٹھیک ہے پھر میں بعد میں بات کرتا ہوں کہتے اس نے بینز کی کال ڈسکنکٹ کی تھی۔۔۔

اور پھر فائل کھول کر اس نے سمیع اللہ خان صاحب کا نمبر ڈائل کیا تھا۔۔۔ سر میں ڈیلٹن بات کر رہا ہوں۔۔۔ فون ریسو ہوتے ہی اس نے سی او کو بتایا تھا۔۔۔





نہیں اگر میں اذہان کو بتاؤ گا کہ اس کے پاپا نے ہی یہ سب تو وہ کیسے  
یقین۔۔۔۔ نہیں۔۔۔۔ ڈیلٹن نے اپنے بالوں کو دونوں ہاتھوں سے پکڑتے کہا  
تھا۔۔۔۔

نہیں مجھے کچھ بھی ان لوگوں سے نہیں چھپانا چاہیے مجھے سب کچھ واضح اذہان کو  
دکھانا چاہیے وہ سب کچھ اپنی آنکھوں سے لائیو دیکھے گا تو اسے یقین کرنا ہو گا۔۔۔۔  
دل میں پختہ ارادہ کرتے اس نے موبائل پر نمبر ڈائل کیا تھا اور اذہان کو ارحان اور  
ماہر کے ساتھ ہی اپنے اپارٹمنٹ آنے کا کہا تھا۔۔۔۔



سر باہر پولیس آئی ہے یاور احمد کے سیکرٹری نے اطلاع دی تھی۔۔۔۔  
کیا پولیس۔۔۔۔ یاور احمد نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔



جی پولیس ایس ایچ او نے سامنے آتے اور یاور احمد کے سامنے ہتھکڑی لہراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

کس کی اجازت سے آپ لوگ یہاں دندناتے ہوئے اندر تک آہ گئے ہیں یا اور احمد کا گھر ہے یہ پولیس تھانہ نہیں آپ کا۔۔۔ اس گستاخی کی وجہ جان سکتا ہوں میں یا اور احمد نے ایس ایچ او کو غصے سے غراتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

ہماری گستاخی کی وجہ تو آج پورے نیوز چینلز کی ذینت بنی ہوئی ہے چار چار قتل کرنے کے باوجود آپ پوچھ رہے ہیں کہ ہم آپ کے گھر میں یوں دندناتے ہوئے کیوں آئے ہیں تو آپ کی اطلاع کے لیے عرض ہے چوہدری یا اور احمد صاحب کے ہمارے پاس آپ کی گرفتاری کا اریسٹ وارنٹ ہے۔۔۔۔۔

ایس ایچ او نے اریسٹ وارنٹ یاور احمد کے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔  
اس گستاخی کی سزا بہت مہنگی بھگتو گے تم سب۔۔۔۔۔ یاور احمد نے اریسٹ  
وارنٹ دیکھتے ہی اس کے ٹکڑے کرتے زمین پر پھینکتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

میری گستاخی کی سزا کو چھوڑیں فی الحال بہت سی سزائیں آپ کی منتظر ہیں وہ تو دیکھ لیں پہلے۔۔۔۔۔

ایس ایچ او نے اپنے حوالداروں کو اشارہ کیا تھا یا اور احمد کو ہتھکڑی پہنانے کا۔۔۔۔  
ایک بار ضمانت ہو جائے پھر میں دیکھ لوں گا ایک ایک کو وہ ہتھکڑی سے بندھے  
ہوئے ہاتھوں کو دیکھتے ہوئے غرایا تھا۔۔۔۔

تم وکیل سے بات کرو مجھے چند سیکنڈز بھی حوالات میں نہیں رہنا یا اور احمد پولیس  
موبائل میں بیٹھتے ہوئے اپنے سیکرٹری سے بولا تھا اور وہ اثبات میں سر ہلاتا اسے  
تسلیم دے رہا تھا پھر چند سیکنڈز میں پولیس موبائل یا اور احمد کو ساتھ لیے نظروں  
سے اوجھل ہوئی تھی۔۔۔۔



ڈیلٹن کی کال ریسو ہونے کے بعد وہ تینوں ڈیلٹن کے اپارٹمنٹ میں موجود تھے

-----

ہاں ڈیلٹن کچھ پتہ چلا۔۔۔۔۔ اذہان نے بیٹھتے ہی پوچھا تھا۔۔۔۔۔

آپ خود دیکھ لیں کہتے ہی اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین پر ایک ڈیوائس کو کنکٹ کیا تھا۔۔۔۔۔

ماہر ارحان اذہان بڑے انہماک سے سکرین کو گھور رہے تھے کے یکا یک ایک کمرے کا منظر آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔۔۔۔۔ اور فائر کی آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔

س۔۔۔۔۔ س۔۔۔۔۔ ب۔۔۔۔۔ سبحان۔۔۔۔۔

نشرح نے سبحان کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

جس نے منٹوں میں نشرح کو اس فائر سے بچایا تھا اور دوسری سائیڈ اسے لے کر گرا تھا۔۔۔۔۔





ہا ہا ہا ہا ہا بہت خوب تو تم میری سوچ تک پہنچ گئے ہو بہت اچھا تو پھر چلو جلدی  
سے بتا دو کے اصل فائل کہاں ہے کیوں کے جو فائل ہمیں تمہارے گھر سے ملی  
ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے اور نا ہی اس لیپ ٹاپ میں ----

حیات ملک نے غصے سے دھاڑتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔

وہ فائل جہاں ہونی چاہیے تھی وہیں ہے اب تمہاری پہنچ سے کوسوں دور اپنے ملک کو تم جیسے درندے سے بچانے کے لیے میں کامیاب رہا ہوں۔۔۔۔۔ بلکہ اب تک تو تمہارا سچ ملک کے بچے بچے کی زبان پر ہو گا۔۔۔۔۔

سجّان نے طنزیہ ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔

یو باسٹرڈ بتاؤ مجھے کس کو دی ہے تم نے وہ فائل میں تمہارا خون پی لوں گا۔۔۔۔۔  
حیات ملک نے اس کے سینے سے نشرح کو ہٹاتے دور پھینکتے اس کے پیٹ پر  
گھونسے مارتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اس نے حیات ملک کے پاؤں پکڑتے کہا تھا۔۔۔۔۔

اس انسان سے تم ہماری زندگی کی بخشش مانگ رہی ہو جس نے نجانے کتنی عزتیں  
پامال کیں کتنے گھر لوٹے۔۔۔۔۔ لعنت بھیجتا ہوں میں ایسے سفاک انسان کی طرف  
سے ملنے والی زندگی کی بخشش پر۔۔۔۔۔

سبحان نے غصے سے حیات ملک کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔  
وہی سکرین پر ہوتی یہ ساری کاروائی دیکھ کر اذہان نے اپنی مٹھیاں غصے سے  
بھینچیں تھی اسے یقین نہیں آ رہا تھا کہ اس کا خود کا باپ یہ سب کر سکتا  
ہے۔۔۔۔۔

بھائی بڑے پایا اتنا سب کیسے ارحان نے اپنی کنپٹیاں مسلتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔  
مجھے تم سے کوئی لیکچر نہیں سننا سبحان جعفر جلدی بتاؤ وہ فائل کہاں ہے۔۔۔۔۔  
حیات ملک نے کرسی پر بیٹھتے مکروہ ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔۔۔ اور جیب سے سگریٹ  
نکال کر سلگا کر لبوں کو لگایا تھا۔۔۔۔۔  
سر ان دونوں کو ہوش آ گیا ہے۔۔۔۔۔ ظفر امل اور زارا کو کھینچتا ہوا کمرے میں لایا  
تھا۔۔۔۔۔  
جو بھاگتی ہوئی سبحان کے گلے لگیں تھیں۔۔۔۔۔







پھر ہمیں چلنا چاہیے ماہر نے کہا تھا۔۔۔۔

آپ لوگ چلیں میں یہ فائل رکھ کر آتا ہوں ڈیلٹن نے کہا تھا اور وہ تینوں باہر کی طرف بڑھے تھے ۔۔

ان کے جاتے ہی ڈیلٹن نے پہلے فائل رکھی تھی سنبھال کر پھر موبائل نکال کر پولیس کو کال کی تھی اور انہیں لوکیشن بتائی تھی۔۔۔۔ اس کے بعد وہ لیپ ٹاپ پکڑے گاڑی میں آ کر بیٹھا تھا کے کالج میں جو بھی ہو رہا ہو اس پر نظر رکھ سکیں

وہ گاڑی میں بیٹھے کایُج کی طرف جا رہے تھے جب اذہان کوتاشہ بیگم کی کال آئی  
تھی۔۔۔۔

اذبان ہم ائیر پورٹ پر ہیں مجھے بتاؤ علیہا کس ہو سپیٹل میں ہے۔۔۔۔ تاشہ بیگم  
نے پوچھا تھا۔۔۔۔

E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp **03061756508**

جہاں بھی ہیں انہیں جلد بلوالیں آپ کی پیشینٹ کے پاس وقت نہیں ہے اب  
اور وہ بار بار آکسیجن ماسک اتارے ایک ہی نام دہرا رہیں ہیں پلیز انہیں بلوائیں  
جلد----

نرس کہہ کر جا چکی تھی ----

ماءہ کی آنکھوں سے آنسو نکلے تھی کیسی بے بسی تھی وہ جو بستر مرگ پر تھی وہ  
اسے بلا رہی تھی جس کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہاں ہے کہاں نہیں ایک بار پھر  
سے وہ پہلے والی سچویشن میں اٹک گئی تھی ----  
وہ علیہا کی تکلیف محسوس کرتے ہچکیوں سے رو رہی تھی جب ہی بینز نے اسے گلے  
لگاتے ہوئے تسلی دی تھی ----

سب ٹھیک ہو جائے گا ---- وہ مل جائے گی ---- سب ڈھونڈ رہے ہیں اس  
کو ----

بینز نے اس کی کمر سہلاتے ہوئے کہا تھا ----



ڈیلن نے اس کی طرف پسٹل بڑھاتے کہا تھا۔۔۔

پھر تمبزاپ کا اشارہ کرتے وہ گیٹ کے پاس کھڑے گارڈ کی طرف بڑھا تھا گارڈ کو باتوں میں الجھا کر اس نے بڑی ہوشیاری سی ہاتھ کو جھٹکا دے کر گارڈ کی گردن کے پیچھے لے جا کر گھما کر اس کی گردن کے پیچھے سے مخصوص رگ دبائی تھی۔۔۔ اور گارڈ زمین پر ڈھیر ہوا تھا۔۔۔۔ گارڈ کی پسٹل ہاتھ میں پکڑے اس نے اذہان ارحان اور ماہر کو اشارہ کیا تھا اپنے ساتھ آنے کا۔۔۔۔

وہ اسکی ہمنوائی میں اسے کے پیچھے آئے تھے۔۔۔۔ اذہان اور ارحان سائیڈ سے نکل کر اندر کی طرف بڑھے تھے جبکہ ڈیلن نے راستے میں آنے والے گارڈز کو وقتاً فوقتاً بڑی ہوشیاری سے راستے سے ہٹایا تھا۔۔۔۔

اندر پہنچ کر راستے میں آنے والے تین چار کمروں کو کھول کر تینوں نے دیکھا تھا مگر وہ وہاں کہیں نہیں تھے۔۔۔۔

اچانک ان دونوں کو چیخ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔۔ وہ اوپر کی طرف بھاگے تھے  
سامنے دروازہ کھلا ہوا تھا۔۔۔۔

اور کھلے دروازے میں سے جو منظر انہوں نے دیکھا وہ انکے دل لرزا گیا تھا۔۔۔۔  
اہل لیٹی ہوئی تھی جبکہ حیات ملک نے اس کی گردن پر پاؤں رکھا تھا اور زارا اور  
نشر حیات ملک کے پاؤں پکڑے اس سے اہل کی زندگی کی بھیک مانگ رہی  
تھیں۔۔۔۔

سبحان کو جوزف اور ظفر نے بری طرح جکڑا ہوا تھا۔۔۔۔  
اہل۔۔۔۔۔ ارحان پاگلوں کی طرح دوڑتا ہوا اس کی طرف بڑھا تھا۔۔۔۔  
اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان گال پر کٹ پھٹا ہونٹ آنکھوں کے نیچے  
نیل پڑے ہوئے تھے۔۔۔۔ جبکہ گردن پر بھی جوتے کے نشان اور انگلیوں کے  
نشان تھے



ار-----ر-----ح-----ارحان----- اس نے آنکھیں بند کرنے سے پہلے کہا  
تھا۔۔۔۔ اور ارحان نے تڑپ کر اسے اپنی باہوں میں بھرا تھا۔۔۔۔  
ار۔۔۔۔حان۔۔۔۔اذہان۔۔۔۔ حیات ملک نے دو قدم پیچھے لیتے ہوئے بے یقینی سے  
دونوں کو دیکھتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔  
جب ہی سبحان نے خود کو چھڑواتے ہوئے ظفر اور جوزف کو زور دار گھونسنے مارے  
تھے پاگلوں کی طرح وہ ان پر وار کر رہا تھا جب ہی وہ اس کے گھونسنوں کی تاب نا  
لاتے ہوئے زمین پر ڈھیر ہوئے تھے۔۔۔۔۔  
نشرح اور زارا دوڑتی ہوئی اذہان کے گلے لگیں تھیں۔۔۔۔۔  
اور اس نے کسی متاع کی طرح دونوں کو اپنی باہوں میں سمیٹا تھا ان دونوں کی  
حالت بھی امل سے مختلف نا تھی۔۔۔۔۔ ان دونوں کے چہروں پر بھی امل جیسے ہی  
نشان تھے۔۔۔۔۔  
وہ ہچکیوں سے رو رہی تھیں۔۔۔۔۔

اذہان ی۔۔۔۔۔ی۔۔۔۔۔یہ۔۔۔۔۔سب می۔۔۔۔۔میں نے خود نہیں کیا  
 م۔۔۔۔۔م۔۔۔۔۔مجھ سے کروایا گیا ہے میں میں مجبور۔۔۔۔۔  
 بس۔۔۔۔۔س۔۔۔۔۔اذہان نے ان دونوں کو خود سے الگ کرتے دھاڑتے  
 ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

"مجھے سمجھ نہیں آہ رہا حیات ملک کیا کیا کہو میں آپ کو باپ "سائبان" شفقت  
 "رحمت "رحمدل" سایہ

ان میں سے کسی ایک لفظ کے بھی حق دار ہیں آپ۔۔۔۔۔  
 اس نے نم آنکھوں سے سامنے کھڑے حیات ملک کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔  
 "مجھے تو آپ کو باپ کہتے ہوئے بھی شرم آہ رہی ہے کوئی اپنے نام "اپنی عزت  
 اپنے رتبے "مرتبے" کے لیے اتنا کیسے گر سکتا ہے۔۔۔۔۔ کے اپنے ہی بچوں کی  
 خوشیوں کو نگل لے۔۔۔۔۔

اپنی عزت اور مرتبے کے جنون میں آپ اتنے اندھے ہو گئے کہ آپ نے اپنے ہاتھوں میں پلی اپنی ہی بیٹی کو مارنا چاہا یہ کیسی بھوک ہے جس کی لت میں آپ اپنی بیٹی کے خون کے پیاسے بنے پھر رہے ہیں۔۔۔۔۔

وہ بول رہا تھا تب ہی پیچھے کھڑے تاشہ بیگم اور کبیر ملک جانے کس ٹائم وہاں اہ  
 کمر کھڑے ہو کر بے یقینی سے کبھی حیات ملک کو دیکھ رہے تھے اور کبھی اذہان  
 کے لفظوں پر بے یقین ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

تف ہے میری زندگی پر جو ساری عمر ایک زانی کا بیٹا بن کر جیا۔۔۔۔۔ تف ہے  
میری زندگی پر جس کا باپ اپنے ہی ملک کا غدار ہے اپنے ہی ملک کی بیٹیوں کی  
عزتوں کو نوچتا ہے اپنے ہی ملک کی ماؤں کی کوک اجاڑتا ہے اپنے ہی ملک کی  
سہاگنوں کے سہاگ اور بہنوں کے بھائیوں کو سرعام قتل کر کے پھر کرسی کے  
نشے میں دندناتا پھرتا ہے۔۔۔۔۔

اذہان نے بھرائی آواز میں ایک ایک لفظ ادا کیا تھا۔۔۔۔



بھی رب کی پکڑ سے خوف نہیں آیا ایک بار بھی دل نہیں دہلا اس کے اگے  
جوابدہی پر----

اس نے بھرائی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے کہا تھا----

یہ سب میں تم لوگوں کے لیے ہی کر رہا تھا میرے بعد یہ سب تم لوگوں  
نے----

کیا ہم نے کہا یہ سب آپ کو کرنے کو کیا ہم نے کوئی ڈیمانڈ کی آپ سے-----  
بڑے پاپا ڈائن بھی سات گھر چھوڑ کر وار کرتی ہے کیا سکھا کر جاتے آپ ہمیں اس  
دنیا سے دھوکہ فریب عصمتیں داغدار کرنا قتل و غارت اور ضرورت پڑنے پر اپنے  
ہی خون کے پیاسے ہو جانا-----

ارحان نے چلاتے ہوئے روتے ہوئے کہا تھا----

یہ یہ سب تم دونوں کو میرے خلاف کرنے پر تلے ہیں مجھ سے بدگمان کر رہے  
ہیں---- میں میں کسی کو بھی نہیں چھوڑوں گا سب کو مار دوں گا---- حیات

ملک نے جنونی ہوتے کہا تھا۔۔۔۔ اور زمین پر پڑی پسٹل اٹھا کر ہوا میں پے در پے فائر کیے تھے۔۔۔

نہیں سب کو نہیں آپ مجھے ماریں میں ایک عیاش باپ کا بیٹا کہلوانے سے بہتر مر جانا پسند کروں گا اذہان نے حیات ملک کا گن والا ہاتھ مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اپنے سینے پر رکھا تھا۔۔۔

اذہان۔۔۔۔۔ زارا اور سجان آگے بڑھے تھی

بھائی۔۔۔۔۔ ارحان اور نشرح آگے بڑھے تھے۔۔۔۔

اذہان۔۔۔۔۔ تاشہ بیگم اور کبیر ملک بھی دو قدم آگے بڑھے تھے۔۔۔۔۔

کوئی آگے نہیں ائے گا۔۔۔۔۔ یہ جنگ میری وجہ سے شروع ہوئی ہے ناں تو مجھ پر ہی ختم ہوگی۔۔۔۔۔

چلائیں گولی مسٹر حیات ملک آپ کے سامنے آپ کے مرتبے آپ کی عزت شہرت کو برباد کرنے والا کھڑا ہے چلائیں گولی ختم کریں قصہ۔۔۔۔۔

کہ نا میں زارا سے ملتا نا ارحان کو امل سے محبت ہوتی نا نشرح اور سبحان ملتے نا ہی  
آپ کی نام نہاد عزت کا شملہ کم ہوتا۔۔۔۔۔ تو ختم کرتے ہیں نا آج اس قصے کو  
میرے بعد جو چاہے وہ کرنا۔۔۔۔۔

اذہان نے تڑپتے ہوئے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔ اور ٹریگر پر دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔۔۔  
اذہان ہاتھ چھوڑو میرا گولی چل جائے گی۔۔۔۔۔ حیات ملک نے گر بڑاتے ہوئے کہا  
تھا۔۔۔۔۔

تو پھر خوش ہوں نا مسٹر حیات ملک آپ کو تو ویسے بھی قربانی چاہیے تھی کسی ایک  
کے خون کی تو میں ہی کیوں نہیں اس نے ٹریگر پر مزید دباؤ بڑھایا تھا۔۔۔۔۔  
وہ اپنی زد سے ایک انچ بھی پیچھے نہیں ہٹ رہا تھا۔۔۔۔۔

حیات ملک کے پسینے چھوٹ رہے تھے۔۔۔۔۔ ٹریگر پر کنٹرول کرتا انکا ہاتھ دگمگایا  
تھا۔۔۔۔۔ اس سے پہلے کے ٹریگر دیتا ڈیلٹن نے ٹانگ اٹھا کر پسٹل کو کک کیا تھا  
اور پسٹل دور جا کر گری تھی۔۔۔۔۔

چٹاخ-----تاشہ بیگم نے آگے بڑھ کر ایک زوردار تھپڑ حیات ملک کے گال پر  
رسید کیا تھا۔-----

تاشہ-----حیات ملک نے بے یقینی سے تاشہ بیگم کو دیکھتے کہا تھا۔-----

مت لیں اپنے ناپاک منہ سے میرا نام میرے بچوں کی خوشیوں کو نچوڑ کر پی گئے  
آپ آج سے میرا اور آپ کا رشتہ ختم مر گئی میں اور میرے بچے آپ کے لیے  
جہاں جانا ہے جائیں مگر میرے گھر لوٹ کر نا ایئے گا۔-----

ناپاک آزادی مبارک حیات ملک-----تاشہ بیگم نے نفرت سے کہا تھا۔-----  
کبیر تم تم ہی سمجھاؤ ان سب کو یہ سب میں تم لوگوں کے فیوچر کے لیے ہی  
تو۔-----

نہیں بھائی یہ سب ہمارے فیوچر کے لیے نہیں بلکہ آپ اپنی دھاکہ اور ساکھ کے  
لیے کر رہے تھے۔-----اماں ابا نے تو کوئی جھول نہیں رکھا تھا ہماری تربیت میں  
پھر یہ انا یہ گھمنڈ یہ لالچ یہ کہاں سے آہ گیا آپ میں۔-----



کبیر ملک نے نم آواز میں نفرت زدہ لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

■■■■

اس نے مجھے کہا تھا۔۔۔۔۔ کے میں ان کا اپریٹ کر دوں۔۔۔۔۔

مگر میں نے انکا آپریٹ نہیں کیا۔۔۔۔۔ میرا دل ہی نہیں مانا میں جو خود ممتا کے لیے تڑپ رہی ہوں وہ کیسے کسی سے ماں بننے کی خوشی چھین سکتی ہوں۔۔۔۔۔

اچانک ہی ڈاکٹر کیٹھرائن کارلز پولیس کے ساتھ کمرے میں آئی تھی اور اس نے بے یوش پڑے ظفر کی طرف اشارہ کرتے کہا تھا۔۔۔۔۔

تم تم ٹھیک ہو۔۔۔۔۔ وہ زارا کی طرف بڑھیں تھیں۔۔۔۔۔

اسے کیا ہوا۔۔۔۔۔ پھر وہ نیچے بیٹھ کر امل کو چہرہ تھپتھپانے لگی تھی۔۔۔۔۔

دیکھیں حیات ملک اللہ نا چاہے تو آپ کسی کا بال بھی ہانکا نہیں کر سکتے محسوس ہوا کچھ۔۔۔۔۔ اسکی حکمت اس کی کبریائی۔۔۔۔۔ وہ عظیم تحفہ جو اس نے خود ان دونوں کو دیا آپ کیسے ان سے وہ چھین سکتے تھے۔۔۔۔۔

اذہان نے طنز یا ہنسی ہنستے کہا تھا۔۔۔۔۔

میں۔۔۔۔۔ میں مار لوں گا خود کو اب تمہیں اذہان ہم میں سے کسی ایک کو چننا ہو گا یا یہ تینوں یا پھر میں۔۔۔۔۔

اذہان نے دو بدو جواب دیا تھا۔۔۔

میں نے کوئی گناہ نہیں کیا تمہیں چننا ہو گا اذہان وہ پاگلوں کی طرح جنونی انداز میں کانپتے ہوئے کہہ رہے تھے۔۔۔۔

کاش ایسا ہوتا مسٹر حیات ملک کے آپ نے کوئی گناہ نا کیا ہوتا۔۔۔۔ کاش آپ اپنی زندگی میں ڈوبے اندھیرے کو ہدایت کے نور سے روشن کر پاتے۔۔۔۔ اس نے نفی میں سر ہلاتے کہا تھا۔۔۔۔

تو تم ان کو نہیں چھوڑو گے۔۔۔۔ حیات ملک نے مزید ٹریگر پر دباؤ بڑھاتے پوچھا تھا۔۔۔۔

بڑے پاپا چھوڑیں پستل پلیز مت کریں ایسا نشرح نے التجا کرتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔ وہ ڈر گئی تھی کے کہیں واقع گولی نا چل جائے۔۔۔۔

الوداع اذہان۔۔۔۔۔ مجھے اپنے کیے پر ایک پرسنٹ بھی پچھتاوا نہیں۔۔۔۔ مگر میں تم لوگوں کی نفرت لیے نہیں جی سکتا۔۔۔۔۔ انہوں نے ٹریگر دبایا تھا۔۔۔۔۔ پولیس آگے بڑھی تھی گولی ان کے دماغ کے آر پار ہوئی تھی۔۔۔۔۔





پوسٹ مارٹم کے لیے ہوسپٹل بھجوا چکی تھی۔۔۔۔۔ جوزف اور ظفر کو بھی وہ اپنی حراست میں لے چکے تھے۔۔۔۔۔

اے اے اے ارخان نے اس کا چہرہ تھپتھپاتے ہوئے گاڑی میں ہی اس کے ہونٹوں کے ساتھ پانی کی بوتل لگائی تھی پھر وہی پانی اسنے اس کے چہرے پر چھڑکا تھا۔۔۔۔۔ وہ ہوش میں آہ گئی تھی۔۔۔۔۔

تم ٹھیک ہو ارخان نے اسے سینے کے ساتھ لگاتے پوچھا تھا۔۔۔۔۔ اور اس نے ہاں میں سر ہلایا تھا۔۔۔۔۔



اس کی سانسیں اکھڑ رہیں تھیں بہت کوشش کے باوجود بھی وہ سانس نہیں لے پا رہی تھی۔۔۔۔۔

بند ہوتی آنکھوں سے اسے اس وقت بس ایک ہی خواہش تھی کہ وہ کسی طرح زارا اے اے اور اپنے پیڑ میں کو دیکھ لے۔۔۔۔۔

مانیٹر سکرین پر چلتی لائن ایک دم سیدھی ہوتی ٹیڑھی ہو رہی تھی۔۔۔۔۔ اس کی تکلیف حد سے سوا ہو رہی تھی۔۔۔۔۔

ہیلو آئی ایم زارا درید فیوچر فائٹر پائلٹ اس کے کانوں میں اپنے کہے جملے دہرا رہے تھے۔۔۔۔۔

ایمرجنسی وارڈ کی چھت پل بھر میں آسمان بنی تھی اور اس نے اس آسمان میں خود کو یونیفارم پہنے جہاز اڑاتے دیکھا تھا۔۔۔۔۔ اس کے لبوں پر اسودہ سی مسکراہٹ مچلی تھی۔۔۔۔۔

چھم چھم۔۔۔۔۔ اس کے کانوں میں اہل کی کھنکھتی آواز گونجی تھی۔۔۔۔۔  
تم مزید چاکلیٹس نہیں کھاؤ گی علیہا۔۔۔۔۔ زارا کی آواز اسے مدہم سنائی دی تھی۔۔۔۔۔

پیٹر مین آلویز دئیر فور ہو۔۔۔۔۔ سجان کا چہرہ دھندلایا تھا اس کی آنکھوں کے سامنے۔۔۔۔۔



چلیں علیہا۔۔۔۔ اس کے بالکل پاس اسے اپنے پاپا کھڑے دکھائی دیئے تھے۔۔۔۔۔  
 پاپا۔۔۔۔۔ اس نے بولنا چاہا تھا اس سے بولا نہیں گیا تھا۔۔۔۔۔ اس کی روح آسودگی  
 کی طرف جا رہی تھی۔۔۔۔۔

آخری سانس معدوم ہونے تک اس نے شدت سے خواہش کی تھی اپنوں کو دیکھنے  
 کی مگر وہ تنہا تھی اس ایمر جنسی وارڈ میں مانیٹر سکرین کی لائن بالکل سیدھی ہوئی تھی  
 ۔۔۔۔۔ وہ اپنے پاپا کا ہاتھ تھامے آسمانوں کا سفر کر رہی تھی۔۔۔۔۔

وہ لوگ ہو سپٹل کا گیٹ کراس کر رہے تھے جب اس کی روح پرواز کر گئی  
 تھی۔۔۔۔۔ گاڑی سے اترتے ہی اس نے فضا میں انجانی سی مہک محسوس کی  
 تھی۔۔۔۔۔

جب ہی اسے ایسا لگا تھا کہ کسی نے بڑی نرمی سے اس کی پیشانی پر لب رکھے  
 تھے۔۔۔۔۔ ہاں وہ وہی تو تھی۔۔۔۔۔ جاتے جاتے الوداع بوسا اپنے لمس سے آشنائی  
 اسے سونپ گئی تھی۔۔۔۔۔

زارا نے دل پر ہاتھ رکھے اسے محسوس کیا تھا اور پھر پاگلوں کی طرح ہو سپٹل کے اندر دوڑی تھی۔۔۔۔۔

آئی ایم سوری یورپیشنٹ از نو مور۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کارلز نے نم آنکھوں سے کہا تھا۔۔۔۔۔

علیہا۔۔۔۔۔ علیہا۔۔۔۔۔ ڈاکٹر کی بات سنتے ہی وہ پاگلوں کی طرح چلاتی دیوار کے ساتھ سر مارنے لگی تھی۔۔۔۔۔

یہاں تک کے سر میں سے خون ابلنے لگا تھا۔۔۔۔۔

اہل دورتی ہوئی ایرجنسی روم میں گئی تھی سفید چادر کو اس کے منہ سے ہٹایا تو ہاتھوں کے پیالوں میں اسکا مردہ چہرہ لیے دیوانا وار چومنے لگی تھی۔۔۔۔۔

نو علیہا یو ہیو ٹو کم بیک جان ایسے مت کرو اٹھو ہمیں گھر جانا ہے چلو اٹھو ہمیں پاپا والے گھر جانا اس کے مردہ وجود کو جھنجھوڑتے ہوئے وہ چیختے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔

مگر وہ پھول تو کب سے مرجھا چکا تھا۔۔۔۔

سبحان نے آگے بڑھ کر اس کے ٹھنڈے پاؤں سے چادر ہٹا کر اس کے پاؤں کو دیوانا وار چوما تھا۔۔۔۔۔

علیہا پیٹر مین کی جان کس سفر پر چلی گئی اکیلے۔۔۔۔ ہم۔ سب کو بے بس چھوڑ کر وہ پاگلوں کی طرح رو رہا تھا۔۔۔۔۔

پلیز علیہا واپس آؤ۔۔۔۔ ہمیں جینا تمہارے بغیر وہ اب اس کی پیشانی چومتے ہوئے کہہ رہا تھا۔۔۔۔۔

نشرح دور کھڑی اس مردہ سفید پھول کو دیکھ رہی تھی۔۔۔۔۔

اذہان ارحان نشرح مادہ ماہر سب ہی تو ان تینوں کو سنبھالنے میں ناکام ہو رہے تھے۔۔۔۔۔

ان کی زندگی کا بہترین ساتھ ان کا ہاتھ چھوڑ کر اتنی تکلیف برداشت کر کے اپنے سفر پر رخصت ہو چکا تھا۔۔۔۔۔

وہ منزلیں بھی کھو گئی  
وہ راستے بھی کھو گئے  
وہ آشنا سے لوگ تھے  
وہ اجنبی سے ہو گئے  
نہ چاند تھا نہ چاندنی  
عجیب تھی وہ زندگانی  
چراغ تھے کہ بجھ گئے  
نصیب تھے کہ سو گئے  
یہ پوچھتے ہیں راستے  
رکے ہو کس کے واسطے  
چلو اب تم بھی چلو  
!! وہ مہربان بھی کھو گئے



علیہا درید ولد درید حسن

تاریخ پیدائش 21 اگست 2005

تاریخ وفات 10 نومبر 2021

"یہ پھول اپنی لطافت کی خوشبو پاہ ناسکا"

"اکھلا ضرور مگر کھل کر مسکرا ناسکا"

قبر پر لکھا کتبہ اسنے بڑے انہماک سے پڑھا تھا۔۔۔۔

پھر اپنے ننھے ننھے ہاتھ دعا کے لیے اٹھائے تھے۔۔۔۔

پاس ہی اس کے ماما اور پاپا کھڑے تھے اپنی ماں کو دعا میں ہچکیوں سے روتے دیکھ

اس نے ناگواری سے ناک چڑھائی تھی۔۔۔۔

سی خالہ۔۔۔۔۔ ماما جب بھی آپ کے پاس آتی ہیں ایسے ہی روتی ہیں اینڈ آئی  
ہیٹ ہر ٹئیرز آپ نے میری ماما کو ٹئیرز ہی کیوں دیئے ہیں اینڈ آئی ایم گیٹنگ  
جیلز فروم یو کوز مام سیڈ وہ علیہا اذہان حیات ملک سے زیادہ علیہا درید سے محبت  
کرتی ہیں اور کرتی رہیں گیں۔۔۔۔۔

اس نے منہ میں بڑبڑاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

آہ ون مور تھنگ علیہا اذہان حیات ملک بھی علیہا درید سے بہت محبت کرتی ہے لو  
یو خالہ مور اینڈ مور اس نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو لبوں کے پاس لاتے ان پر  
کس کر کے اس کی قبر کی مٹی پر رکھا تھا اپنے ننھے منھے ہاتھ کو۔۔۔۔

چلیں اذہان نے دعا ختم کر کے علیہا اور زارا کی طرف دیکھتے کہا تھا اور پھر باہر کی طرف بڑھے تھے۔۔۔۔ اور گاڑی میں بیٹھے تھے۔۔۔۔

اے زمی آپ مجھے ساتھ لے کر کیوں نہیں جا رہے۔۔۔۔۔

علیہا نے گاڑی میں بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔

اس لیے کے حائم کا برتھ ڈے ہے اور وہ مس کرے گا تمہیں۔۔۔۔۔ اذلان نے گاڑی چلاتے ہوئے روٹھی علیہا کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔  
تو پھر آپ کو افنان کو بھی نہیں لے کر جانا چاہیے اس نے ناک چڑھاتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

اور یہ اس کی ناراضگی کا پکا ثبوت تھا۔۔۔۔۔  
علیہا افنان چھوٹا ہے وہ نہیں رہ پائے گا ہمارے بغیر زارا نے اس کی طرف دیکھتے نرم لہجے میں کہا تھا۔۔۔۔۔

اے ذی آپ زارا درید سے کہہ دیں اگر علیہا اذہان اٹھ سال کی اور افنان اذہان چھ سال کا ہے تو اس میں علیہا اذہان کا کیا قصور ہے۔۔۔۔۔  
اس نے اپنے لمبے کرلی بالوں کو کاندھے سے پیچھے کرتے روٹھے لہجے میں کہا تھا۔۔۔  
اذہان اور زارا نے پل بھر میں چونک کر دیکھا تھا اسے

Visit For More Novels : [www.urdu-novelbank.com](http://www.urdu-novelbank.com) Page 56  
E-mail [pdfnovelbank@gmail.com](mailto:pdfnovelbank@gmail.com) WhatsApp [03061756508](https://wa.me/03061756508)



زارا نے ڈرائنگ روم میں آتے کہا تھا۔۔۔۔

امل نے کہا تھا۔۔

نوپیٹر مین مجھے کسی سے بات نہیں کرنی علیہا نے روتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

مجھ سے بھی نہیں نشرح نے علیہا کے پاس بیٹھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

نوکیوٹ پھوپھو آپ سے بھی نہیں۔۔۔۔۔ اس نے بھرائی آواز میں کہا تھا۔۔۔۔۔

نشرح پھوپھو میں سوچ رہا ہوں کہ میں اپنی برتھ دے علیہا کے عمرے سے

واپسی پر نا سلیپرٹ کر لوں۔۔۔۔۔ حائم نے سوچتے ہوئے کہا تھا۔۔۔۔۔

کیا سچ میں حائم کیا ایسا پوسیل ہے علیہا نے اپنے پھولے پھولے گالوں سے

آنسو صاف کرتے حائم کی طرف دیکھتے کہا تھا۔۔۔۔۔

یس پوسبل ہے کووز ہم سب علیہا کو روتا ہوا نہیں دیکھ سکتے تینوں نے یک زبان

کہا تھا اور پھر چاروں ہنسنے لگے تھے۔۔۔۔۔

لگلے دن وہ چاروں عمرے کے لیے چلے گئے تھے۔۔۔۔۔

اذہان زارا افنان علیہا۔۔۔۔۔

وہ پچھلے کئی سالوں سے ایک ہی خواب دیکھ رہی تھی خود کا صحن حرم میں نکاح اور

اسی خواہش کے حصول کے لیے وہ آج صحن حرم میں موجود تھی۔۔۔۔۔

اسکی خواہش کے مطابق ہی اسکا اور اذلان کا پورے نو سال بعد ایک بار پھر سے نکاح ہوا تھا۔۔۔۔

وہیں صحن حرم میں ایک بار پھر سے انکی محبت معتبر ہوئی تھی۔۔۔۔۔

روضہ رسول کی جالیوں کے پاس کھڑے دونوں نے رو کر اپنی آل اولاد کے لیے بخشش اپنے نبی کی محبت اپنے رب کی اطاعت اور اپنوں کی خوشیاں مانگیں

تھیں۔۔۔۔۔ دعا سے فارغ ہو کر وہ زارا کا ہاتھ تھامے صحن حرم کی طرف آیا تھا۔۔۔۔

جہاں مقام ابراہیم کے پاس بیٹھی علیہا۔۔۔۔۔ افنان کو درود ابراہیم یاد کروا رہی تھی

اور اس کے پیچھے پیچھے لفظ دہرا رہا تھا۔۔۔۔۔

زندگی کتنی مکمل تھی رب نے دونوں کی زندگی میں ہر رنگ بھرا تھا وہ کس کس نعمت

پر اپنے مالک کا شکر ادا کرتے۔۔۔۔۔ دونوں نے نظر بھر کر سامنے گنبد خضرا کے

حسین منظر کو دیکھا تھا۔۔۔۔۔



اذہان نے بڑی مشکل سے زارا کو اور ارحان نے بڑی مشکل سے امل کو سنبھالا  
تھا۔۔۔۔۔

یاور احمد کو قتل کیس کے سلسلے میں پھانسی کی سزا سنادی گئی تھی۔۔۔۔۔  
ارحان اذہان نے اس مشکل وقت میں بڑی مشکل سے زارا اور امل کو سنبھالا  
تھا۔۔۔۔۔

اذہان الیکشن لڑے بغیر ہی پارٹی ٹکٹ جیت چکا تھا کیونکہ اس کا مخالف جیل میں  
تھا اور سارے ووٹ اسے مل گئے تھے۔۔۔۔۔

سبحان نے حیات ملک کی موت کے بعد سچ نیوز کو اس کو ایکسپوز کرنے سے منع کر  
دیا تھا وہ حیات ملک کے گناہ بھی اس کے ساتھ ہی دفن کر دینا چاہتا تھا۔۔۔۔۔  
علیہا کی وفات کے دو ماہ بعد جب زارا درگاہ پہنچی تو اسے حاکم بابا کی موت کا پتا چلا  
تھا۔۔۔۔۔ زارا کے لیے علیہا کے بعد یہ اس کی زندگی کا سب سے بڑا لاس تھا اور اذہان  
کے لیے بھی۔۔۔۔۔



ارحان اور امل کو اللہ نے خوبصورت بیٹے حاتم سے نوازا تھا اور حاتم کے پیدائش کے سال بعد زارا اور اذہان کی گود میں علیہا جیسی رحمت اتری تھی جسے دیکھتے ہی انہوں نے علیہا کا نام دیا تھا۔۔۔۔

اور پھر علیہا سے دو سال چھوٹا افنان تھا۔۔۔۔

سبحان اور نشرح کو اللہ نے دو خوبصورت بیٹیوں سے نوازا تھا جو ٹوئز تھیں۔۔۔۔  
ڈیلن اور بینز کی بھی ایک بیٹی اور بیٹا تھا۔۔۔۔

جبکہ اللہ نے مائدہ اور ماہر کو ابھی اولاد کی نعمت سے محروم رکھا تھا۔۔۔۔  
سب نے اپنے اپنے حصے کی تکلیفیں کاٹ کر اپنی زندگیوں کی آسانیوں کو بڑی مشکل سے پایا تھا۔۔۔۔

سب نے ہی اپنی زندگی میں بہت کچھ کھویا تھا۔۔۔۔  
مگر سب سے بڑا لاس ان سب کی زندگیوں میں علیہا درید کا تھا جسے وہ شاید اب علیہا اذہان کی موجودگی سے بھر رہے تھے۔۔۔۔







ختم شد

